مرثیہ

شام کی قید سے جب چھوٹ کے آئے سجادؑ | روتے تھے پنڈلیوں کے زخم چھپائے سجادؑ
غل مدینے میں ہوا بیوؤں کو لائے سجادؑ | کوئی باقی نہیں مردوں میں سوائے سجادؑ
قتل بچے بھی ہوئے سیدِ ابرار کے ساتھ
باقرؑ آئے ہیں فقط عابدِؑ بیمار کے ساتھ

آئے جب اہلِ وطن پُرسے کو با آہ و بکا | سب سے یہ سیدِ سجادؑ نے رو رو کے کہا
اَیُّھَا النّاس ہوئے قتل ہمارے بابا | مجھ سے فرمایا تھا جاؤ جو وطن میں بیٹا
کہنا ہر اہلِ مدینہ کو سلامِ شبیرؑ
دوستوں کو یہ سُنا دینا پیامِ شبیرؑ

اپنی بربادیوں کا مجھ کو نہیں مطلق غم | کریں برباد نہ محنت مری اہلِ عالم
اشکِ الفت ہیں مرے سینۂ زخمِ جگر کا مرہم | بھول جانا نہ مری پیاس تمہیں میری قسم
میرا کردار زمانے کو دکھاتے رہنا
اپنے اشکوں سے مری پیاس بجھاتے رہنا

نوجوانو تمہیں اکبرؑ نے دیا ہے یہ پیام | موت ہے شہد اگر دل ہے مطیعِ اسلام
نوجواں خون بدلتا ہے زمانے کا نظام | شکر اللہ کا اپنا تو ہوا نیک انجام
ظلم سہہ کر نہ کبھی نالہ و فریاد کرو
یاد کر کے ہمیں اسلام کی امداد کرو

ایک پیغام یہ عوراتِ مدینہ سن لیں | شدتِ غم سے نہ پیٹیں سر و سینہ سن لیں
بحرِ ماتم میں ہوا غرق سفینہ سن لیں | کہہ گئے یہ مرگئیں زنداں میں سکینہؑ سن لیں
میری ہم جولیو کرنا ہے اگر شاد مجھے
سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کے کرو یاد مجھے

ہو گیا حشر بپا جب یہ سنے پیغامات | شاہِ مظلوم کا ہونے لگا ماتم دن رات
حاکمِ شام کو لکھ دی کسی حاسد نے یہ بات | قید سے چھٹ کے جو آئے ہیں مدینے سادات
پرورش پانے لگا فتنہ عداوت کا تری
کہیں تختہ نہ الٹ جائے حکومت کا تری

جب لعین ستم اطوار کو یہ خط پہنچا | جل گیا دشمنِ دیں شام سے لشکر بھیجا
فوج نے عابدؑ بیمار کو پھر قید کیا | لے چلے شام کی جانب جو انہیں لادیا
پھر نظر آیا زمانے کو نقابِ زینبؑ
چل پڑیں ساتھ بھتیجے کے جنابِ زینبؑ

www.emarsiya.com

کارواں شام کی سرحد میں جو پہنچا سرِ شام | متصل شہر سے تھا باغ کیا اس میں قیام
دیکھکر باغ کو رونے لگی ہمشیرِ امامؑ | واقعہ پہلی اسیری کا جو یاد آیا تمام
حال تغیّر ہوا فاطمہؑ کی جائی کا
شاخ میں لٹکا ہوا دیکھا تھا سر بھائی کا

بنتِ حیدرؑ گئیں روتی ہوئی نزدیک شجر | ہاتھ پھیلا کے کہا اے شجرِ بار آور
تیرا احسان ہے یہ بنتِ علیؑ کے سر پر | تیری شاخوں سے بندھا تھا مرے بھائی کا سر
اے شجر تجھکو خبر بھی ہے وہ سر کس کا تھا
مالکِ باغِ جناں تاجِ سرِ طوبیٰ تھا

رو رہی تھی یہ بیاں کرکے جو وہ دکھ پائی | باغباں باغ میں تھا ایک شقیِ ازلی
بیلچہ لیکے چلا ۔ دشمنِ اولادِ نبیؐ | سر پہ اس زور سے مارا کہ زمیں کانپ گئی
سر کے ٹکڑے ہوئے روئیں نہ پکاریں زینبؑ
خاک پر گر کے سوئے خلد سدھاریں زینبؑ

بیلچہ کھا کے جو بے جان ہوئیں بنتِ زہراؑ | آہ کی سیدِ سجادؑ نے سر پیٹ لیا
رو کے بیمار نے لاشے سے پھوپی کے یہ کہا | کیوں پھوپی جان کہاں چھوڑ چلیں مجھکو بکا
اپنے غم میں بھی بھتیجے کو رلایا تم نے
دیس کو چھوڑ کے پردیس بسایا تم نے

www.emarsiya.com

آئی تھیں آپ تو کرنے کو حفاظت میری | ود کرتی تھیں بہر طور مصیبت میری
آپ کے سامنے بنتی کہیں تربت میری | رہ گئی آہ مرے دل ہی میں حسرت میری
سہہ کے غم آپ نے دم توڑ دیا جنگل میں
مجھکو رونے کے لیے چھوڑ دیا جنگل میں

اب سنیں اہلِ عزا درد و مصیبت کا بیاں | روئے جب سیدِ سجادؑ تو بنے دشمنِ جاں
باغباں سے کہا عابدؑ نے بصد آہ و فغاں! | کچھ خبر ہے کسے بیجان کیا اے ناداں
فخرِ مریمؑ ہے یہ ہم منزلتِ سارہؑ ہے
یہ پیغمبرؐ کی نواسی ہے جسے مارا ہے

کیا کہیگا تو اگر پوچھینگے محبوبِ خدا | کیوں لعیں میری نواسی کی تھی کیا ایسی خطا
کر دیا قتل یہ دی گریہ و زاری کی سزا | پوچھ لیتا بکا کرتی ہے کیوں اے کھیا
کیا تھا نقصان ترا اشکوں سے جو منہ دھوتی تھی
میرے مظلوم نواسے کے لیے روتی تھی!

آ کے ٹھہری جو یہاں پہلا سفر یاد آیا | باغ پہچان لیا اور شجر یاد آیا
پھول کوئی کوئی غنچہ نہ ثمر یاد آیا | اپنے ماں جائے کا لٹکا ہوا سر یاد آیا
حق یہ بھائی کی محبت کا ادا کرنے لگی
دل تڑپنے لگا فریاد و بکا کرنے لگی

جانبِ دشتِ بلا پھر گئی عابدؑ کی نگاہ　　ہاتھ اٹھا کر یہ کہا اے پدرِ عالیجاہ
آپ تو چھوٹ گئے رنج سے اے عرش پناہ　　میں ستم سہنے کو جیتا ہوں ابھی تک یا شاہ

سہہ رہا ہوں تمھے اسیری کے الم محشر میں
کیا یہ قبریں بھی بنانا تھا رقم محضر میں

آئی سجادؑ کے کانوں میں یہ آوازِ حسینؑ　　صبر کر جانِ پدر صبر کر اے نور العین
تو ہے بے چین تو ہم کو بھی نہیں حاصل چین　　ہیں ترے ساتھ پریشان رسول الثقلین

فاطمہؑ نعش پہ ہیں شہ عقدہ کشا روتے ہیں
تیری تنہائی پہ خاصانِ خدا روتے ہیں

کیا خبر کیسے دیا غسل و کفن عابدؑ نے　　کھود کر قبر گرفتارِ رسن عابدؑ نے
دفن کی لاش بصد رنج و محن عابدؑ نے　　کہے رو رو کے یہ پُر درد سخن عابدؑ نے

شام کی خاک تیری قدر بڑھا دی میں نے
قبر اک اور یہاں آکے بنا دی میں نے

پھر تصور میں سکینہؑ کے یہ رو رو کے کہا　　آپ کے دیس میں پھر آیا ہے قیدی بھیا
پیشوائی کے لیے آؤ سکینہ بہنا　　ہیں پھوپھی جان بھی ہمراہ نہیں ہیں تنہا

اب اسی دیس میں فرمائیں گی آرام پھوپی
آپ کے پاس رہیں گی سحر و شام پھوپی

کیوں بہن تم کو وطن یاد تو آتا ہوگا　　وہ مدینے کا چمن یاد تو آتا ہوگا
سینۂ شاہِ زمن یاد تو آتا ہوگا　　کربلا موت کا بن یاد تو آتا ہوگا

اپنی وہ پیاس تمھیں یاد تو ہوگی بہنا
مشکِ عباسؑ تمھیں یاد تو ہوگی بہنا

کیوں بہن اب تو نہیں پشت پہ دُرّوں کے نشاں　　تھے گلے پر رسنِ ظلم کے صدموں کے نشاں
اب تو باقی نہیں گالوں پہ طمانچوں کے نشاں　　بازوؤں پر بھی تمھارے تھے سنانوں کے نشاں

کیسا برتاؤ ہے زنداں کے نگہبانوں کا
ہاں بہن یہ تو کہو حال ہے کیا کانوں کا

گوشواروں کیلئے کان ہوئے تھے زخمی　　پشت بھی شمر کے دُرّوں سے تھی زخمی بی بی
مگر ان زخموں سے تم کو نہ اجل آئی تھی　　سن سکو گی جو سنائیں تمھیں ہم بات نئی

تھی محبت یہ تمھاری جو یہاں لائی ہے
زخم کھایا وہ پھوپی نے کہ اجل آئی ہے

کہا کرتی تھیں پھوپی پیار کے یہ کلمات　　روزِ عاشور کہی تھی مرے بھائی نے یہ بات
اے بہن سر پہ ہو کیسا ہی ہجومِ آفات　　چھوڑنا ہاتھ سکینہؑ کا نہ تا حدِ حیات

تازیانوں سے طمانچوں سے بچانا اس کو
قید میں بھی کبھی تنہا نہ سلانا اس کو

www.emarsiya.com

ہائے میں شام کے زنداں میں سکینہ سے چھٹی | ہو گئی دور سکینہ سے مدینے آئی
خوب تھا قبر اگر میری وہیں پر بنتی | ہو گئی آج پھوپی جان کی تمنا پوری
آبسیں بنت شہنشاہ مدینہ کے قریب
بن گئی ان کی لحد قبر سکینہ کے قریب

بزم کو تاب سماعت نہیں خاموش ظہور | عرض کر دست ادب باندھ کے عابدؑ کے حضور
واسطہ بنت یداللہ کا اللہ کے نور | ہو عطا مدح ائمہؑ کے سوا ذوق و شعور
عفو عصیاں ہوں خدا لطف و عنایت کردے
میرے ماں باپ کو بھی داخل جنت کردے

---

www.emarsiya.com

مرثیہ جناب اُمِ رباب سلام اللہ علیہا

شامی جو شمع دین الٰہی بجھا چکے | ناری خیام آل پیمبر جلا چکے
ملعون سناں پہ سر شہدا کے چڑھا چکے | بے دیں نبیؐ کے کنبے کو قیدی بنا چکے
تھا بغض ایسا آل رسالت پناہ سے
بیوارثوں کو لے چلے مقتل کی راہ سے

جب درمیان گنج شہیداں ہوا گزر | آئے نظر عزیزوں کے لاشے لہو میں تر
صدمے سے بیکسوں کے لرزنے لگے جگر | اونٹوں سے اہلبیتؑ گرے کانپ کانپ کر
درپیش تھا فراق جوان دل نشینوں سے
لپٹا لیا شہیدوں کے لاشوں کو سینوں سے

لپٹی تھی اپنے بیٹے کے لاشے سے کوئی ماں | کوئی بہن تھی بھائی کے لاشے پہ نیم جاں
دریا کی سمت تھی کوئی زار و حزیں رواں | کوئی پکارتی تھی مرا باپ ہے کہاں
اک سوگوار خاک اڑاتی تھی دشت میں
کچھ ڈھونڈتی ہوئی چلی جاتی تھی دشت میں